بسم اللہ الرحمن الرحیم

دفاعی بجٹ میں کمی، قومی خودکشی کے مترادف

ان دنوں عالمی طاقتوں اور اداروں کی طرف سے پاکستان کو مسلسل یہ مشورہ دیا جا رہا ہے کہ وہ اپنے دفاعی اخراجات میں کمی کرے اور جدید ہتھیاروں کی تیاری سے گریز کرنے کے علاوہ فوج کی تعداد بھی گھٹائے، خود ہمارے بعض دانش ور بھی اسی خیال کا اظہار کر رہے ہیں اور دلیل یہ دی جا رہی ہے کہ پاکستان کی اقتصادی ترقی اور خوشحالی کے لیے دفاعی اخراجات کو کم سے کم کرنا ضروری ہے لیکن ایسا کہنے والے حضرات دو باتوں کو بھول جاتے ہیں یا جان بوجھ کر نظر انداز کر دیتے ہیں۔ ایک یہ کہ پاکستان ایک اسلامی نظریاتی ریاست ہے اور اس ناتے سے اسے دنیا بھر کی اسلام دشمن قوتوں سے خطرہ ہے اور دوسری یہ کہ پاکستان کا سابقہ بھارت سے ہے جس کی تنگ نظر ہندو اکثریت کے ساتھ مسلمانوں کی گزشتہ ایک ہزار برس سے مسلسل محاذ آرائی ہے اور کشمیر کا مسئلہ جلد حل ہوجائے تب بھی ایک ہزار سالہ تاریخی پس منظر کے ہوتے ہوئے اس کشیدگی اور محاذ آرائی کا ختم ہونا ممکن نہیں ہے۔ ان تاریخی حقائق کے ہوتے ہوئے پاکستان کو دفاعی اخراجات میں کمی اور فوج کو گھٹانے کا مشورہ یقیناً" پاکستان کی خیر خواہی نہیں ہے۔ پھر اسلامی نقطہ نظر سے اس مسئلہ کا جائزہ لیا جائے تو یہ مشورہ اسلامی تعلیمات کے بھی یکسر منافی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ:

"دشمن کے مقابلہ میں جتنی قوت تمہارے بس میں ہو مہیا کرو تاکہ دشمن پر تمہارا رعب قائم رہے" (سورہ انفال)

گویا حکم خداوندی کا منشا یہ ہے کہ مسلمانوں کی دفاعی قوت اتنی ضرور ہونی چاہیے کہ

دشمن کے مقابلہ میں طاقت کا توازن ان کے حق میں ہو کیونکہ اس کے بغیر دشمن پر رعب قائم ہونا اور دشمن کا مسلمانوں کی قوت سے مرعوب ہونا ممکن نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ علمائے امت اس امر پر متفق ہیں کہ جدید ترین ہتھیاروں کی تیاری اور مکمل دفاعی ٹیکنالوجی کا حصول مسلمانوں کے دینی فرائض میں سے ہے اور اس معاملہ میں کوتاہی کر کے مسلمان حکومتیں اپنی شرعی ذمہ داری سے کوتاہی کی مرتکب ہو رہی ہیں۔

اس کے علاوہ قرآن کریم میں ایک اور مقام پر بھی اللہ رب العزت نے مسلمانوں کو اس معاملہ کی اہمیت کی طرف توجہ دلائی ہے جہاں یہ فرمایا گیا ہے کہ:

"اور اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو" (البقرہ)

اس آیت کریمہ کی تشریح میں امام ترمذیؒ نے صحیح سند کے ساتھ ایک واقعہ نقل کیا ہے جس سے ملک کی عمومی اقتصادی صورت حال اور دفاعی اخراجات کے درمیان توازن و تناسب کے سلسلہ میں اسلام کے مزاج اور ہدایات کا پتہ چلتا ہے۔

قصہ یوں ہے کہ معروف صحابی حضرت ابو ایوب انصاریؓ جو رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت مدینہ کے موقع پر مسجد نبویؐ اور اس کے ساتھ ملحقہ حجروں کی تعمیر تک رسول اکرمؐ کے میزبان رہے اور حضرت امیر معاویہؓ کے دور خلافت میں اس وقت کی ایک بڑی قوت سلطنت روما کے خلاف جہاد میں حصہ لینے کے شوق میں بڑھاپے اور ضعف کے باوجود اصرار کر کے لشکر میں شامل ہوئے اور ان کی قبر رومی سلطنت کے دار الحکومت قسطنطنیہ (استنبول) میں ہے رومیوں کے خلاف جنگوں کے دوران ایک محاذ پر تھے جہاں مسلمانوں اور رومیوں کا آمنا سامنا ہوا اور ایک پر جوش مسلمان مجاہد مسلمانوں کی صف سے نکل کر اکیلا ہی دشمن کی صفوں میں گھس گیا جس پر بعض لوگوں نے قرآن کریم کی یہ آیت بلند آواز سے پڑھی کہ (ولا تلقوا بایدیکم الی التہلکہ) کہ اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔ ان کا مقصد یہ تھا کہ اس نوجوان نے اکیلے دشمن کی صفوں میں گھس کر غلطی کی ہے جو اس آیت کریمہ کی منشا کے خلاف ہے۔ حضرت ابو ایوب انصاریؓ بھی اس موقع پر موجود تھے انہوں نے لوگوں کی زبان سے اس آیت کریمہ کا حوالہ سن کر ان کو ٹوکا اور فرمایا کہ تم نے آیت کا مطلب صحیح نہیں سمجھا کیونکہ اس آیت کا مفہوم یہ نہیں ہے بلکہ یہ آیت ہم انصار

مدینہؓ کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور اس میں ہمیں ایک غلط سوچ پر تنبیہہ کی گئی ہے۔
پھر حضرت ابو ایوب انصاریؓ نے اس کا پس منظر یوں بیان فرمایا کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم جب ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو ہم انصار مدینہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر آپ کی نصرت و رفاقت میں مصروف ہو گئے ہجرت کے دوسرے سال ہی غزوات کا سلسلہ شروع ہو گیا اور مسلسل چند برس ایسے گزرے کہ ہم اپنے کاروبار' کھیتی باڑی اور معاشی حالات کی طرف توجہ نہ دے سکے جس سے ہماری معاشی صورت حال ناگفتہ بہ ہو گئی۔ چند برسوں کے بعد جب مسلمان مضبوط ہو گئے اور کفار کی پے در پے شکستوں کے باعث کچھ استحکام کی صورت حال نظر آنے لگی تو بعض انصارؓ نے آپس میں صلاح مشورہ کیا کہ اب حالات خاصے بدل گئے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہماری اس طرح کی مدد کی ضرورت نہیں رہی اس لیے ہمیں جہاد کے معاملات سے تھوڑا سا صرف نظر کر کے اپنے معاشی حالات بہتر بنانے کی طرف توجہ دینی چاہیے اور کھیتی باڑی اور کاروبار کے معاملات کی طرف دوبارہ متوجہ ہونا چاہیے' اس پر آیت کریمہ نازل ہوئی کہ :

"اور اللہ کی راہ میں خرچ کرتے رہو اور اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو"

اس لیے اس آیت میں ہم انصار مدینہ کو اس سوچ پر تنبیہہ کی گئی ہے اور اس کا مطلب وہ نہیں ہے جو تم سمجھے ہو کیونکہ آیت کریمہ کے مطابق ہلاکت کا راستہ یہ ہے کہ جہاد پر خرچ کرنے سے ہاتھ روک لیا جائے جس کا نتیجہ لازماً" یہ ہو گا کہ مسلمانوں کی فوجی طاقت کمزور ہو گی اور طاقت کا توازن دشمن کے ہاتھ میں چلا جائے گا۔

حضرت ابو ایوب انصاریؓ کی اس وضاحت کے ساتھ یہ بات پوری طرح روشن ہو جاتی ہے کہ ایک اسلامی ریاست میں معاشی خوشحالی اور اقتصادی ترقی کے ساتھ فوجی اور دفاعی قوت کا توازن و تناسب اس طور پر قائم رکھنا ضروری ہے کہ دشمن کے مقابلہ میں فوجی قوت کا توازن بگڑنے نہ پائے۔ اس کے بغیر مسلمانوں کی فوجی قوت میں کمی کرنا قرآن کریم کی زبان میں "قومی خودکشی" کہلائے گا۔

اس پس منظر میں جب ہم آج پاکستان کو درپیش صورت حال کا جائزہ لیتے ہیں اور اسلامی جمہوریہ پاکستان کے خلاف عالمی سازشوں اور بھارت کی فوجی طاقت میں مسلسل اضافہ

پر نظر ڈالتے ہیں تو یقیناً" پاکستان کی فوجی قوت میں کمی کے مشورے وطن عزیز کے مفاد کے منافی دکھائی دیتے ہیں بلکہ قرآن کریم کے مذکورہ دونوں احکام یعنی وقت کی جدید ترین فوجی قوت کے حصول کا حکم اور فوجی اخراجات میں کمی کو ہلاکت کا راستہ قرار دینا ہماری فوجی اور دفاعی پالیسی کو واضح طور پر یہ رخ دیتے ہیں کہ ہم دفاع کے لیے ایٹمی قوت کے حصول کی کوشش کریں اور انصار مدینہؓ کی طرح ہر قسم کی تنگی ترشی اور معاشی نقصانات برداشت کرتے ہوئے پاکستان کو وقت کے تقاضوں کے مطابق ایک مستحکم اور ناقابل شکست فوجی قوت بنانے کی طرف توجہ دیں۔

مجاہدین کی عالمی تنظیم "حرکت الانصار"

افغانستان میں مسلح روسی جارحیت کے بعد اس خطہ کے غیور علماء اور مسلمانوں نے جہاد کا آغاز کیا تو اس میں دنیا بھر کے غیرت مند مسلمانوں کے ساتھ پاکستان کے علماء اور دینی کارکنوں نے بھی پورے جوش و جذبہ کے ساتھ شمولیت اختیار کی۔ پاکستان کے دینی مدارس میں جہاد افغانستان کے لیے علماء اور طلبہ کو منظم کرنے کے کام کا آغاز فیصل آباد کے مجاہد عالم دین مولانا ارشاد احمد شہیدؒ نے کیا اور "حرکت الجہاد الاسلامی" کے نام سے مجاہدین کی جماعت تیار کی جس نے مختلف محاذوں پر افغان مجاہدین کے شانہ بشانہ جہاد میں عملی حصہ لیا۔ مولانا ارشاد احمد شہیدؒ کی شہادت کے بعد یہ جماعت دو حصوں میں بٹ گئی' مولانا قاری سیف اللہ اختر کی قیادت میں "حرکت الجہاد الاسلامی" کے پلیٹ فارم پر کام ہوتا رہا اور مولانا فضل الرحمن خلیل کی سربراہی میں "حرکت المجاہدین" منظم ہو گئی۔ دونوں جماعتوں نے افغانستان کے مختلف محاذوں کے علاوہ تاجکستان' کشمیر اور دیگر علاقوں میں جہاد میں پر جوش حصہ لیا' ان کے ذریعہ ہزاروں علماء اور طلبہ نے جہاد کی تربیت حاصل کی' عملاً" جہاد میں پر جوش حصہ لیا' سینکڑوں نوجوانوں نے جام شہادت نوش کیا اور ملک کے دینی مدارس میں جہاد کی فضا قائم ہو گئی۔

دو سال قبل اکابر علماء کرام کی محنت سے دونوں جماعتوں میں اتحاد کی راہ ہموار ہوئی اور دونوں تنظیموں کے راہ نماؤں نے حرکت الجہاد الاسلامی اور حرکت المجاہدین کی بجائے